

فرمایا کہ: یہ تو ان کا انتہائی اچھا مصرف ہوا۔

(۴۴۷)

جو شخص احکام فقہ کے جانے بغیر تجارت کرے گا وہ رہا میں مبتلا ہو جائے گا۔

(۴۴۸)

جو شخص ذرا سی مصیبت کو بڑی اہمیت دیتا ہے اللہ اسے بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۴۴۹)

جس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزت ہوگی وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔

(۴۵۰)

کوئی شخص کسی دفعہ ہنسی مذاق نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اپنی عقل کا ایک حصہ اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔

(۴۵۱)

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے حظ و نصیب میں خسارہ کرنا ہے، اور جو تم سے بے رنجی اختیار کرے اس کی طرف جھکنا نفس کی ذلت ہے۔

(۴۵۲)

اصل فقر و غنا (قیامت میں) اللہ کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہوگا۔

(۴۵۳)

زبیر ہمیشہ ہمارے گھر کا آدمی رہا، یہاں تک کہ اس کا بد بخت بیٹا عبد اللہ نمودار ہوا۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ذَلِكَ أَحَبُّ سُبُلِهَا.

(۴۴۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اتَّجَرَ بِغَيْرِ فِقْهِ فَقَدْ ارْتَضَمَ فِي الرَّبَا.

(۴۴۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ ابْتِلَاءُ اللَّهِ بِكِبَارِهَا.

(۴۴۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ كَرَمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ شَهْوَتُهُ.

(۴۵۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا مَزَحَ امْرُؤٌ مَرَحَةً إِلَّا مَجَّ مِنْ عَقْلِهِ مَجَّةً.

(۴۵۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

زُهِدْكَ فِي رَاغِبٍ فِيكَ نُقْصَانٌ حَظٌّ، وَ رَغْبَتُكَ فِي زَاهِدٍ فِيكَ ذُلُّ نَفْسٍ.

(۴۵۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْغِنَى وَالْفَقْرُ بَعْدَ الْعَرَضِ عَلَى اللَّهِ.

(۴۵۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا زَالَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ حَتَّى نَشَأَ ابْنُهُ الْمَشْوُومُ عَبْدُ اللَّهِ.

(۴۵۴)

(۴۵۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا لِابْنِ آدَمَ وَ الْفَخْرِ : أَوْلُهُ نُظْفَةٌ ،
وَ أَخْرُهُ جِيْفَةٌ ، وَ لَا يَزُرُقُ نَفْسَهُ ،
وَ لَا يَدْفَعُ حَتْفَهُ .

فرزند آدم کو فخر و مباہات سے کیا ربط! جبکہ اس کی ابتدا نطفہ اور انتہا مردار ہے، وہ نہ اپنے لئے روزی کا سامان کر سکتا ہے، نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔

اگر انسان اپنی تخلیق کی ابتدائی صورت اور جسمانی شکست و ریخت کے بعد کی حالت کا تصور کرے تو وہ فخر و غرور کے بجائے اپنی حقارت و پستی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گا۔ کیونکہ وہ دیکھے گا کہ ایک وقت وہ تھا کہ صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان بھی نہ تھا کہ خداوند عالم نے نطفہ کے ایک حقیر قطرہ سے اس کے وجود کی بنیاد رکھی جو شکم مادر میں ایک لوتھرے کی صورت میں رونما ہوا اور غلیظ خون سے پلٹا اور نشوونما پاتا رہا اور جب جسمانی تکمیل کے بعد زمین پر قدم رکھا تو اتنا بے بس اور لاپاکہ نہ بھوک پیاس پر اختیار، نہ مرض و صحت پر قابو، نہ نفع نقصان ہاتھ میں اور نہ موت و حیات بس میں۔ نہ معلوم کب ہاتھ پیروں کی حرکت جواب دے جائے، حس و شعور کی قوتیں ساتھ چھوڑ جائیں، آنکھوں کا نور چھن جائے اور کانوں کی سماعت سلب ہو جائے اور کب موت روح کو جسم سے الگ کرے اور اسے گلے سڑنے کیلئے چھوڑ جائے، تاکہ چیل، لگدھیل اسے نوچیں، یا قبر میں اسے کیڑے کھائیں۔

مَا بَالُ مَنْ أَوْلُهُ نُظْفَةٌ
وَ جِيْفَةٌ أَخْرُهُ يَفْخَرُ!؟

☆☆☆☆☆

(۴۵۵)

(۴۵۵) وَ هَذِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَشْعَرُ الشُّعْرَاءِ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :
إِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوا فِي حَلْبَةِ تُعْرَفِ
الْغَايَةِ عِنْدَ قَصَبَتَيْهَا، فَإِنْ كَانَ وَ لَا بَدُّ
فَأَلْبِلُكَ الضَّبَّيْلُ .

حضرت سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ فرمایا کہ:
شعرا کی دوڑ ایک روش پر نہ تھی کہ گئے سبقت لے جانے سے
ان کی آخری حد کو پہچانا جائے، اور اگر ایک کو ترجیح دینا ہی ہے تو پھر
”ملک ضلیل“ (گمراہ بادشاہ) ہے۔

سید رضی کہتے ہیں کہ: حضرت نے اس سے امر القیس مراد لیا ہے۔

يُرِيدُ امْرَأَ الْقَيْسِ .

مطلب یہ ہے کہ شعراء میں موازنہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ان کے تو سن فکر ایک ہی میدان سخن میں جولانیاں دکھائیں اور جبکہ ایک روش دوسرے کی روش سے جدا اور ایک کا اسلوب کلام دوسرے کے اسلوب کلام سے مختلف ہے، تو یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کون میدان ہار گیا اور کون گئے سبقت لے گیا۔ چنانچہ مختلف اعتبارات سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے اور اگر کوئی کسی لحاظ سے اور کوئی کسی لحاظ سے اشعر سمجھا جائے گا تو جیسا کہ مشہور قول ہے کہ:

أَشْعُرُ الْعَرَبِ أَمْرِي الْقَيْسُ إِذَا رَكِبَ، وَ الْأَعْشَى إِذَا رَغِبَ، وَ النَّابِغَةُ إِذَا رَهَبَ.
 عرب کا سب سے بڑا شاعر ”امراً القیس“ ہے جب وہ سوار ہو اور ”اعشی“ جب وہ کسی چید کا خواہشمند ہو اور ”نابغہ“ جب اسے خوف و ہراس ہو۔

لیکن اس تنقید کے باوجود امرأ القیس حسن تخیل و لطف محاکات اور آن چھوتی تشبیہات اور نادر استعارات کے لحاظ سے طبقہ اولیٰ کے شعراء میں سب سے اونچی سطح پر سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے اکثر اشعار عام معیار اخلاق سے گرے ہوئے اور فحش مضامین پر مشتمل ہیں، مگر اس فحش نگاری کے باوجود اس کی فنی عظمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ نہ صرف فنی زاویہ نگاہ سے شعر کے حسن و فن کو دیکھتا ہے اور دوسری حیثیات کو جو فن میں ذخیل نہیں ہوتیں، نظر انداز کر دیتا ہے۔

بہر حال امرأ القیس عرب کا نامور شاعر تھا اور اس کا باپ بحر کنزی سلاطین کنندہ کا آخری فرد اور صاحب علم و سپاہ تھا اور بنی تغلب کے مشہور شاعر و سخن ران ”کلیب“ اور ”مہلب“ اس کے ماموں ہوتے تھے۔ اس لئے فطری رجحان کے علاوہ یہ اپنے ننہیال کی طرف سے بھی شعر و سخن کا ورثہ دار تھا اور سرزمین نجد کی آزاد فضا اور عیش و تنعم کے گوارے میں تربیت پانے کی وجہ سے شورہ پشتی و سرمستی اس کے خمیر میں رچ بس گئی تھی۔ چنانچہ حسن و عشق اور نغمہ و شعر کی کیفیت اور فضاؤں میں پوری طرح کھو گیا۔ باپ نے باز رکھنا چاہا، مگر اس کی کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اسے الگ کر دیا۔ الگ ہونے کے بعد اس کیلئے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ پوری طرح داد و عیش و عشرت دینے پر اتر آیا اور جب اپنے باپ کے مارے جانے کی اسے خبر ہوئی تو اس کے قصاص کیلئے کمر بستہ ہوا اور مختلف قبیلوں کے چکر لگائے تاکہ ان سے مدد حاصل کرے اور جب کہیں سے حسب دلخواہ امداد حاصل نہ ہوئی تو قیصر روم کے ہاں جا پہنچا اور اس سے مدد کا طالب ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں بھی اس نے ایک ناشائستہ حرکت کی جس سے قیصر روم نے اسے ٹھکانے لگانے کیلئے ایک زہر آلودہ پیرا ہن دیا، جس کے پھنتے ہی زہر کا اثر اس کے جسم میں سرایت کر گیا اور اسی زہر کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہوئی اور انقرہ میں دفن ہوا۔

☆☆☆☆☆

(۳۵۶)

کیا کوئی جو ان مرد ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ (دنیا) کو اس کے اہل کیلئے چھوڑ دے۔ تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے۔ لہذا جنت کے علاوہ اور کسی قیمت پر انہیں نہ بیچو۔

(۳۵۷)

دو ایسے خواہشمند ہیں جو سیر نہیں ہوتے: طالب علم اور طلبگار دنیا۔

(۳۵۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَلَا حُرٌّ يَدْعُ هَذِهِ اللَّمَّاظَةَ لِأَهْلِهَا؟ إِنَّهُ لَيْسَ لِأَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، فَلَا تَبِيعُوا هَا إِلَّا بِهَا.

(۳۵۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْهُمَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ، وَ طَالِبُ دُنْيَا.

(۴۵۸)

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لئے سچائی باعث نقصان ہو اسے جھوٹ پر ترجیح دو، خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو۔ اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔

(۴۵۹)

تقدیر ٹھہرائے ہوئے اندازے پر غالب آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ چارہ سازی ہی تباہی و آفت بن جاتی ہے۔ سید رضی فرماتے ہیں کہ: یہ مطلب اس سے مختلف لفظوں میں پہلے بھی گزر چکا ہے۔

(۴۶۰)

برد باری اور صبر دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور یہ دونوں بلند ہمتی کا نتیجہ ہیں۔

(۴۶۱)

کمزور کا یہی زور چلتا ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے برائی کرے۔

(۴۶۲)

بہت سے لوگ اس وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(۴۶۳)

دنیا ایک دوسری منزل کیلئے پیدا کی گئی ہے، نہ اپنے (بقا و دوام کے) لئے۔

(۴۶۴)

بنی امیہ کیلئے ایک مردود (مہلت کا میدان) ہے جس میں وہ دوڑ لگا رہے ہیں، جب ان میں باہمی اختلاف رونما ہو تو پھر بھجوا بھی ان پر حملہ

(۴۵۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَامَةُ الْإِيْمَانِ أَنْ تُؤَثِّرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكُذْبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ، وَ أَنْ لَا يَكُونَ فِي حَدِيثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ، وَ أَنْ تَتَّقِيَ اللَّهَ فِي حَدِيثِ غَيْرِكَ.

(۴۵۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَغْلِبُ الْبِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِيرِ حَتَّى تَكُونَ الْأَفْئَةُ فِي التَّدْبِيرِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَقَدْ مَضَى هَذَا الْمَعْنَى فِيمَا تَقَدَّمَ بِرِوَايَةٍ تُخَالِفُ هَذِهِ الْأَلْفَاظَ.

(۴۶۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْحِلْمُ وَ الْأَنَاءَةُ تَوْأَمَانِ يُنْتَجِبُهُمَا عُلُوُّ الْهَيْبَةِ.

(۴۶۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْغَيْبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ.

(۴۶۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَبٌّ مَفْتُونٌ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ.

(۴۶۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الدُّنْيَا خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا، وَ لَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا.

(۴۶۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّ لِبَنِي أُمَيَّةٍ مِرْوَدًا يَجْرُونَ فِيهِ، وَ لَوْ قَدِ اخْتَلَفُوا فِيهَا بَيْنَهُمْ ثُمَّ كَادَتْهُمْ